بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۵

اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ **الفضل** قادیان

ایڈیٹر رحمت اللہ خان شاکر — یوم جمعۃ المبارک

جلد ۳۱ | ۸ ماہ صلح ۱۳۲۲ ہش | ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۶۱ ہجری | ۸ ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء | نمبر ۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۶ ماہ فتح ۱۳۲۲ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق چھ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی پاؤں میں درد نقرس کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔ ثم الحمد للہ

بے جا تعریف اور غلط مدح سرائی

حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ ایک بزرگ انسان اور ولی اللہ تھے۔ اور اس لحاظ سے ان کی عزت و توقیر ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے دیکھنے میں آ رہا ہے۔ کہ بعض مسلمان ان کی مدح سرائی کے جوش میں ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں۔ جو اسلام پر اعتراض کے مترادف ہیں۔ اور جنہیں غیر مسلم اسلامی عقائد کے خلاف بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اسی قسم کی ایک نظم حال ہی میں "شیر پنجاب" کے پورنماشی نمبر میں شائع ہوئی ہے۔ شاعر صاحب ماسٹر محمد شفیع ناشاد ہیں۔ آپ لکھتے ہیں ؎

انوکھا معجزہ اک دوسرا ہے وہ بھی لکھتا ہوں
جنم ساکھی میں لکھا ہے۔ حوالہ ساتھ دیتا ہوں
سنا مکہ کی مسجد میں گورو جی ایک شب ٹھہرے
لگائے تھے جہاں پر حاجیوں نے آن کر ڈیرے
گزاری رات پاؤں اپنے پھیلا سمت قبلہ کو
بُرا معلوم دکھلائی دیا یہ ایک ملا کو
پکڑ کر پاؤں ان کے جانب مشرق گھما ڈالے
بُرے الفاظ جتنے آئے غصہ میں سنا ڈالے
مگر حیران ہو کر اب تو ملاں سخت گھبرایا
جدھر پاؤں دھرے تھے اسطرف قبلہ نظر آیا
کہا تو بخش دے میری خطا اک اولیا تو ہے
مجھے معلوم ہرگز یہ نہ تھا بابا کہ کیا تو ہے

یہ واقعہ قطعاً غلط ہے۔ اور اس کے غلط ہونے پر کئی اندرونی اور بیرونی شہادات موجود ہیں۔ مگر اس واقعہ پر اس وقت بحث مقصود نہیں۔ صرف یہ بتانا مطلوب ہے۔ کہ ایسی نظم و نثر جس میں سراسر بے بنیاد واقعات بیان کئے جائیں۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے سخت مضر ہے۔

گزشتہ سال کے "شیر پنجاب" کے پورنماشی نمبر میں پروفیسر عبد المجید خان صاحب ایم۔ اے نے گورو نانک علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا تھا۔ کہ:۔

"ان کو پیغمبری کا رتبہ ملا" اور کہ "مذہب وُہی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ ۔ موسیٰ ۔ کرشن ۔ محمد اور بابا نانک نے پیش کیا ہے"!

کیا عجیب بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور کامل اتباع کی وجہ سے مقام نبوت کو پانے کا دعوےٰ کیا۔ تو مسلمانوں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ کفر کے فتوے لگائے۔ لیکن ان میں سے بعض بابا نانک کو نبی و پیغمبر بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر درجہ کا بانی مذہب قرار دے رہے ہیں۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ مسلمانوں کی کتنی بڑی بدقسمتی ہے۔ کہ دنیوی لحاظ سے اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ مذہبی تعلیم کے لحاظ سے اس قدر کورے ہیں۔ ایک گروہ تو تفریط میں اس درجہ بڑھتا گیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی اتباع سے حاصل شدہ ظلی نبوت بھی اس کے نزدیک کفر ہے۔ اور دوسرا افراط کی طرف اتنا دور نکل گیا۔ کہ بابا نانک علیہ الرحمۃ کو ایسا نبی قرار دے رہا ہے جس کا اپنا مستقل مذہب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بالکل جداگانہ حیثیت تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق ہم بابا نانک علیہ الرحمۃ کی پوری عزت کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ دنیا میں اس نیک نفس بزرگ کی عزت قائم ہو۔ لیکن اظہار عزت کا یہ طریق جو بعض مسلمانوں نے اختیار کیا ہے۔ سخت خطرناک ہے۔ اور اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے سخت مضر ہیں۔ اس لئے اس سلسلہ کو فوری طور پر روکنا ضروری ہے۔ ایسی باتیں اسلام کی صحیح تعلیم سے ناآشنا لوگوں کو بہت دور لے جانے کا موجب ہوں گی۔ اور اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے غیر مسلموں کے ہاتھ مضبوط کریں گی۔

چنانچہ میاں عبد الرحیم بسمل فیروزپوری نے آج سے کچھ عرصہ قبل ایک ایسی ہی غیر ذمہ وار نظم لکھی تھی جس میں بابا نانک علیہ الرحمۃ کو مخاطب کر کے لکھا تھا۔ کہ:۔ ؎

تو وہ کعبہ ہے۔ کہ کعبہ نے کیا۔ تیرا طواف
ظاہر و باطن ترا مانند آئینہ ہے صاف

بھائی ویر سنگھ صاحب مرت سری نے اپنی کتاب نانک پرکاش مصنفہ بھائی سنتوکھ سنگھ سمپادت بھائی ویر سنگھ کے صفحہ ۶۲۹ پر اس نظم نقل کر کے اس بات کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ بابا نانک نے واقعی بیت اللہ کا رُخ بدل دیا تھا۔ اور جدھر وہ پاؤں کرتے۔ کعبہ بھی اسی طرف گھوم جاتا۔ اس طرح ایک اور سکھ مصنف نے گورو نانک علیہ الرحمۃ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "افضل الانبیاء پیغمبروں کے شاہنشاہ" اور اس کے صفحہ ۲۰ پر اسی شعر کو اس واقعہ کی تصدیق کے طور پر درج کیا ہے۔ گویا جو واقعہ اس لئے وضع کیا گیا تھا۔ کہ بابا نانک علیہ الرحمۃ کا اسلام سے تعلق ثابت کیا جائے۔ اور خیال پیدا کیا جائے۔ کہ آپ کا نکر گرنہ جانا عقیدتمندانہ رنگ میں نہ تھا۔ اور جس کی ایک غرض سکھ مسلم تعلقات میں کشیدگی پیدا کرنا تھا۔ بعض کوتاہ فہم مسلمان اپنی تحریروں سے اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ اس سلسلہ کو پوری کوشش سے روکا جائے۔

بابا نانک علیہ الرحمۃ کی صحیح پوزیشن وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی آپ فرماتے ہیں ؎

بود نانک عارف مرد خدا
رازہائے معرفت را راہ کشا

ایک اور صاحب نے کچھ عرصہ ہوا۔ پنڈت لیکھرام کی مدح میں ایک نظم لکھی تھی جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ؎

اے شہید دھرم پنڈت لیکھرام۔ تو ہی تھا اک رونق بزم جہاں
کام تیرا تھا جوانمردوں کا کام۔ نام تیرا ہے صداقت کا نشاں
شکر تیرا ہو ادا ممکن نہیں۔ صفت تیری ہو سکے کس سے بیاں
جو کہا تو نے سچائی سے کہا۔ تھی زباں تیری صداقت کی زباں
تیرے رستہ پر چلے کوئی اگر۔ ہو نہ کیوں تا زندگی وہ شادماں

پنڈت لیکھرام صاحب کے متعلق کون نہیں جانتا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کس قدر بدگوئی سے کام لینے والا انسان تھا۔ لیکن ایسے مسلمان بھی ہیں۔ جو برملا کہتے ہیں۔ کہ ع جو کہا تو نے سچائی سے کہا۔ ایسے دوستوں کی موجودگی میں اسلام کو دشمنوں کی کیا حاجت ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ جس طرح ایسے لوگوں کی مذمت ضروری ہے۔ جو بانیان مذاہب اور مذہبی پیشواؤں کی توہین و تحقیر کا ارتکاب کر کے دوسروں کے قلوب کو زخمی کرتے ہیں۔ اسی طرح ایسے غیر ذمہ وار مداحوں کو اس قسم کی مدح سرائی سے روکنا بھی ضروری ہے۔ جو بلا سوچے سمجھے اور بغیر کسی قسم کا خیال کئے جو کچھ جی میں آئے کہہ جاتے ہیں اور اس طرح اپنے آپ کو گناہ گار کرنے کے علاوہ مخالفین کے ہاتھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔

خواتین احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی مختصر روداد

پہلا دن ۲۵ دسمبر

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مستورات جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۹۴۶ء بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ کارروائی مختصراً درج ذیل ہے۔ چونکہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے جلدی رپورٹ موصول نہ ہوئی۔ اس لئے اشاعت میں تاخیر ہو گئی ہے جس کا افسوس ہے۔ (ایڈیٹر)

۲۵ دسمبر بروز جمعہ سب سے پہلے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی افتتاحی تقریر مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ آلہ نشر الصوت سنی گئی اور دعا کی گئی۔ اس کے بعد زیر صدارت سیدہ ام ناصر احمد صاحب حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد امۃ الرشید شوکت صاحبہ نے "تجدید دین کا ایک پہلو" پر تحریری مضمون سنایا جس میں بتایا کہ جس طرح خدا تعالےٰ اہل دنیا کی دنیاوی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اسی طرح ان کی روحانی ضروریات کے پورا کرنے کا اہتمام فرماتا ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور آپ کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اسلام کفر و الحاد کو مٹانا اور ایک نظام کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ جس کے دوبارہ قیام کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا ہے۔

آپ کے بعد سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم رابع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے "عملی زندگی میں اصلاح کی ضرورت" پر تقریر فرماتے ہوئے بیان کیا۔ کہ مذہب کی واقفیت کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ اور احمدیت کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے تعلیم نہایت ضروری ہے اور عملی اصلاح کے لئے نیت کی درستی واجب ہے ایسا ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرنا اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ مگر نصیحت بھی حکمت سے ہونی چاہئیے

آپ کے بعد امۃ الرشید زہرہ صاحبہ نے "نظام نو کی تعمیر اسلامی نقطۂ نگاہ سے" پر مضمون سنایا اور دنیا کے موجودہ تین قسم کے نظاموں کے نقائص پیش کر کے بتایا۔ کہ صرف نظام خلافت ہی ایک ایسا نظام ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کی بہتری کا خیال رکھا گیا ہے

پھر امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت مولوی ابو العطاء صاحب نے "اسلام نے عورت کو مذہبی دنیا میں کیا درجہ دیا ہے" کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کا بمقابلہ دیگر مذاہب صنف نازک پر کتنا بڑا احسان ہے۔

دوسرا دن ۲۶ دسمبر

۲۶ دسمبر کی کارروائی زیر صدارت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ۱۱ بجکر ۱۰ منٹ پر شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد نصیرہ نزہت صاحبہ نے "زمین کا ذرہ ذرہ خدا کی تسبیح کر رہا ہے" کے موضوع پر مضمون سنایا جس میں بتایا۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ ملک، قدوس، عزیز اور حکیم ہے اسی طرح اس کی مخلوق بھی انہی صفات کی مظہر ہو سکتی ہے نیز وہ طریق بتلائے جن سے ہم اپنے اندر یہ اہلیت پیدا کر سکتی ہیں۔

۱۱½ بجے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر شروع ہوئی۔ حضور نے جلسہ پر آنے کی غرض و غایت کو بیان فرماتے ہوئے مستورات کو جلسہ کے فوائد سے مستفیض ہونے اور انفرادی اور اجتماعی نیکیاں بجا لانے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کی تقریر کے بعد سیدہ ام طاہر احمد صاحب حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضور کی ابتدائی تقریر کو دہراتے ہوئے دوبارہ مستورات کو جلسہ سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی۔ بعد میں سیدہ فضیلت صاحبہ نے بھی "جلسہ پر آنے کی غرض و غایت" پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جلسہ پر آنے کی ایک غرض یہ ہے۔ کہ جو روحیں مردہ ہو چکی ہیں۔ ان میں از سر نو زندگی کی روح پیدا ہو جائے۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد پر خاص طور پر زور دیا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد مردانہ پروگرام کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر سنی گئی۔

تیسرا دن ۲۷ دسمبر

۲۷ دسمبر کو کارروائی جلسہ زیر صدارت بیگم صاحبہ جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب حیدر آباد دکن منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے حضرت مولوی شیر علی صاحب اور صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی تقریریں سنی گئیں۔ پھر زنانہ پروگرام شروع ہوا۔ خاکسار امۃ السلام نے "اسلام اور دیگر اقوام میں اتحاد کیونکر ہو سکتا ہے" کے موضوع پر مضمون سنایا جس میں بتایا۔ کہ جب تک مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد نہ ہو۔ دوسرے مذاہب سے اتفاق ہونا مشکل ہے۔ مذہبی صلح کے لئے بتایا۔ کہ ہر مذہب والے صرف اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کریں اور دوسرے مذاہب پر بے جا حملہ نہ کریں۔ اسی طرح بعض دیگر صلح کے اصول جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں غیر مذاہب کے سامنے پیش کئے بیان کئے۔

پھر امۃ الحفیظ صاحبہ نے "احمدی مستورات کا نصب العین" پر مضمون سنایا جس میں بتایا کہ احمدی مستورات کو چاہئیے۔ کہ اپنے اندر ایثار پیدا کریں۔ اپنی ضروریات کو کم کر کے دینی خدمات کے لئے ماحول پیدا کریں۔ کیونکہ شخصی عزت کوئی چیز نہیں۔ قومی عزت قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کریں۔

اس کے بعد امۃ الرشید صاحبہ بنت چوہدری فیض احمد صاحب نے بعض اعتراضات کے جواب دیئے۔ جو عام طور پر احمدیت پر کئے جاتے ہیں۔ مثلاً امام مہدی نے تو آتے ہی تلوار کے ساتھ لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا تھا۔ آپ نے ثابت کیا۔ کہ تلوار کے ساتھ دین پھیلانا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوےٰ نبوت پر اعتراض کے جواب میں بتایا کہ حضور کا غیر تشریعی نبوت کا دعوےٰ تھا۔ اور ایسا نبی آ سکتا ہے۔ اس کے بعد استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعائیہ اشعار پڑھ کر سنائے۔ صالحہ صاحبہ بنت مولوی چراغ الدین صاحب نے نظم سنائی۔ پھر استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "تقریریں" میں سے حصول تقوےٰ کے ذرائع سنائے۔ بعد میں سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نے سالانہ رپورٹ سنائی۔ اور ہر جماعت میں لجنہ اماء اللہ کے قیام کی پُر زور تحریک فرمائی۔ نمازوں کے بعد سیدنا حضرت

ہندی لٹریچر کی طباعت کا کام

ہندی لٹریچر جس کی مانگ بہت دیر سے تھی اب چھپنا شروع ہو گیا ہے۔ کاغذ اور دیگر سامان طباعت کی شدید گرانی کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہیں۔ دوست اس مد میں جس قدر چندہ بھیج سکتے ہیں جلد از جلد بھیجدیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

یہ چیزیں کس کی ہیں؟

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعض دوستوں کی چیزیں گم ہو جاتی ہیں۔ اور وہ کسی اور دوست کو مل جانے پر انکوائری آفس میں پہونچا دی جاتی ہیں۔ جو تفتیش کے بعد ان کے مالکوں تک پہونچانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ اکثر اشیاء تو مالکوں کو مل گئی ہیں۔ مگر مندرجہ ذیل اشیاء ایسی ہیں۔ جن کے متعلق علم نہیں ہو سکا۔ کہ وہ کن کی ہیں۔ اس لئے اعلان ہذا کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے جو کوئی چیز کسی دوست کی ہو۔ وہ براستہ خط و کتابت کر کے واپس لے لے۔

(۱) چمڑے کا ایک معمولی بٹوا جس میں قلیل رقم بھی ہے۔ (۲) جائے نماز (۳) عینک سفید معمولی (۴) رومی ٹوپی معمولی (۵) ایک گٹھڑی جس کے ساتھ ایک چھتری بھی ہے۔ اس گٹھڑی میں صابون چھلنی وغیرہ اشیاء ہیں۔ (نوٹ) جملہ اشیاء نشانی بتانے پر ارسال کی جا سکتی ہے۔ اور ڈاک کا خرچ بذمہ مالک ہو گا۔ خاکسار محمد حفیظ مولوی فاضل منتظم مکانات اندرون

گمشدہ اشیاء کی تلاش

(۱) جلسہ سالانہ کے آخری دن زنانہ جلسہ گاہ میں اختتام جلسہ کے وقت ایک گرم مرینہ کی زنانہ چادر (ہلکا سبز رنگ۔ کناروں پر پھولدار کام) کہیں گر گئی۔ جس بہن کو ملی ہو۔ ڈاکٹر مرزا عبد الکریم ریٹائرڈ محلہ دار العلوم قادیان کو پہونچا دیں یا اطلاع دیں۔ (۲) ۲۵ دسمبر کو شملہ سے قادیان ۱½ بجے کی گاڑی سے آتے وقت ایک کمبل اور ایک برساتی گم ہو گئی۔ کسی دوست کو ان اشیاء کا علم ہو تو ملک مولا بخش صاحب محلہ دار الفضل قادیان کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۵۴ سال قبل کے ۲ دو نایاب مکتوب

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو مکتوب درج کئے جاتے ہیں۔ جو حضور نے ۱۸۸۸ء و ۱۸۸۹ء میں مولوی امام الدین صاحب پنشنر منصف ساکن لاہور کے نام صاحب موصوف کے دو خطوط کے جواب میں مختلف اوقات میں اور آج سے قریباً ۵۴ سال قبل رقم فرمائے تھے۔ جو مولوی صاحب نے اپنے شائع کردہ رسالہ موسومہ خطوط و کتابات کے صفحہ ۵۰ پر درج کئے ہیں۔

خاکسار (ملک) فضل حسین کارکن صیغہ تالیف و تصنیف

خط نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ مکرمی السلام علیکم۔ عنایت نامہ پہونچا۔ میری نسبت جو آں مکرم خود ستائی و استکبار یا کسی بے جا دعا کا ظن رکھتے ہیں۔ اس ظن کی بنا صرف بے خبری و ناواقفیت پر ہے۔ بہتوں نے نبیوں کی نسبت بھی ایسے ہی ظن کئے۔ پھر جب کسی وقت صحبت میسر آئی۔ تو جس کو حق کے ساتھ مناسبت تھی۔ خدا تعالےٰ نے اس کے وساوس دور کر دیئے۔ سو اگر آپ صحبت سے ہی دور رہیں۔ اور ملاقات سے کارہ تو پھر اس بیماری کا کیوں کر علاج ہو۔ دعا بھی انہیں لوگوں کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ کہ جو اپنے تعصب اور سوء ظن کو کچھ کم کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو انکار میں غائت درجہ غلو تھا۔ ان کو اولوالعزم رسولوں کی توجہ اور دعا بھی کچھ سودمند نہ ہوئی۔

اور جو آپ اپنے وساوس کے دور کرنے کے لئے مجھے اپنے پاس بلاتے ہیں۔ میرے گمان میں اس آرزو کی بنیاد اخلاص پر نہیں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ میری ملاقات سے بھی کارہ ہیں۔ تو آپ کو میری ملاقات کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ آپ ایک رسالہ مستقلہ اپنی رائے اور خیال کی تائید میں چھپوا کر میرے پاس بھیج دیں۔ مگر رسالہ ایسا ہونا چاہیئے جس میں وہ سب دلائل مندرج ہوں۔ جن پر بتائید اپنے دعوے کے آپ زور دیتے ہیں۔ اس طور کی بحث سے پبلک کو بہت فائدہ متصور ہے۔ اور ہر ایک منصف کو آسانی رائے لگانے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ آپ کی رائے میں قرآن شریف پہلی کتابوں کا اس طور سے متمم و مکمل ہے۔ کہ جو کچھ پہلی تحریرات سے کچھ زیادہ بیان کرنا قرین مصلحت تھا۔ صرف وہ امر زائد یا کسی قدر مفصل قرآن شریف نے بیان کر دیا ہے۔ مگر دوسری ہزارہا صداقتیں کہ جو اچھی طرح پہلی کتابوں میں بیان ہو چکی تھیں۔ وہ قرآن شریف میں پائی نہیں جاتیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے یہی ارادہ کیا ہے۔ کہ ان کا اعادہ قرآن شریف میں ضروری نہیں۔ ان کے لئے پہلی کتابوں کی تلاوت لازم پکڑنی چاہیئے۔ ورنہ ایمان اور علم اور عمل ناقص رہے گا۔

اب ایک دانشمند سوچ سکتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کا یہی ارادہ تھا۔ اور قرآن شریف درحقیقت ایک ناقص کتاب تھی۔ اور اس کی تکمیل اسی تمام مجموعہ کتب پر موقوف تھی۔ کہ جو حضرت آدم سے لے کر تمام متفرق قوموں کے نبیوں پر نازل ہوتی رہیں۔ تو چاہیئے تھا کہ خدا تعالےٰ وہ تمام کتابیں روئے زمین کے مسلمانوں کے لئے میسر کر دیتا۔ یا قرآن شریف میں ان کے نام بتلا دیتا۔ مگر اس نے تو بجز حضرت موسےٰ کی کتاب توریت اور حضرت داؤد کی کتاب زبور اور صحف ابراہیم اور انجیل کے اور کسی کتاب کا نام بھی نہیں بتلایا۔ اور جن کتابوں کا نام بتلایا۔ اس کے ساتھ یہ دل توڑنے والی خبر بھی دے دی۔ کہ وہ تمام کتابیں محرف اور مبدل ہیں۔ غرض اگر آپ کا یہ دعوےٰ صحیح ہے تو اول وہ دنیا کی تمام کتابیں آپ جمع کر کے ہم کو دکھلا دیں۔ جن کے شمول و الحاق پر قرآن شریف کی تکمیل موقوف ہے۔ اور اگر وہ نہ ہوں۔ تو پھر قرآن شریف ناقص رہ جاتا ہے۔ میری دانست میں آپ نے ایک ایسا فضول اور بے بنیاد دعوےٰ اپنے ذمہ لیا ہے جس کا ثبوت آپ کے لئے محال اور ممتنع ہے۔ بینات قرآنی سے آپ کیوں بھاگتے ہیں۔ کیا کبھی قرآن شریف کی تلاوت کا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ یتلوا صحفاً مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ سو جس حالت میں اللہ جلشانہٗ آپ فرماتا ہے۔ کہ تمام پاک صداقتیں جو پہلی کتابوں میں تھیں اس کتاب میں درج ہیں۔ تو آپ ایسی جامع کتاب کو کیوں نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے لئے یہ طریق بہتر ہے۔ کہ چند پاک صداقتیں کسی پہلی کتاب کی جو آپ کے گمان میں قرآن شریف میں نہیں پائی جاتیں۔ اس عاجز کے سامنے پیش کریں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ورنہ آپ کو اس غایت درجہ کی بے ادبی سے توبہ کرنی چاہیئے۔ کہ جس کتاب کا نام اللہ جلشانہٗ نے جامع الکتب اور نور مبین رکھا ہے۔ آپ اس کتاب کو ناقص ٹھہراتے ہیں۔ آپ کو اب تک یہ بھی خبر نہیں۔ کہ خود یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے اقرار سے ثابت ہے۔ کہ پہلی کتابیں جو دنیا کے لوگوں پر نازل ہوئی تھیں۔ کچھ تو ان میں سے بتمامہا نابود ہو گئیں۔ اور کچھ تحریف کی گئیں۔ اور کچھ ناقص رہ گئیں۔ اور اب بصحت و کاملیت و جامعیت دستیاب ہونا ان کتابوں کا محال ہے۔ پس آپ قرآن شریف کی کاملیت کو محال پر موقوف رکھ کر ایک زہر ناک فتنہ میں لوگوں کو ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ آپ کے لئے ممکن نہ ہوگا۔ اور عنقریب آپ کو ندامت کے ساتھ اس مفسد اعتقاد سے رجوع کرنا پڑے گا۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۸ اپریل ۱۸۸۸ء

خط نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ دوست میرے دوست جناب مولوی امام دین صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں۔ کہ باعث بعض موسمی بیماریوں کے آپ کے خط کا جواب لکھنے سے قاصر ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو خوش رکھے۔ اور بوجہ ضعف بشریت ایک غلطی جو آپ کے خیال پر غالب آ رہی ہے۔ اس کو رفع دفع فرما دے۔ کہ ہر ایک ہدایت اسی کی طرف سے ہے۔ اور انشاء اللہ میرا ارادہ ہے۔ کہ براہین احمدیہ کے کسی محل پر آپ کا جواب الجواب لکھوں۔ نہ بحث کی غرض سے بلکہ اس غرض سے کہ ہادی مطلق اس کے ذریعہ سے آپ کو راہنمائی کرے۔ مگر میرے نزدیک اس سے پہلے مناسب ہے کہ آپ بائیبل کے ان مقامات کی صاف طور پر تشریح کر دیں۔ جن سے نہ صرف یہ بات قطعاً معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ قصص و احکام خدا تعالےٰ کا کلام نہیں۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی عقلمند و متقی و دیندار کا بھی وہ کلام نہیں ہو سکتا۔ بائیبل میں بعض بیانات عقل و طبعی کے برخلاف ہیں۔ اور بعض خدا تعالےٰ کے تقدس اور اس کی پاک تعلیم کے برخلاف اور بعض اس کے انبیاء کی شان کے برخلاف اور بعض ایسے امور ہیں۔ جو حال کی تحقیقاتوں سے جھوٹے ثابت ہو گئے۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف اجمالی طور پر تمام امور ضروریہ علمی و عملی کا جامع اور تمام معارف و حقائق پر بطور ایجاز و اجمال مشتمل ہے۔ اور خود خدا تعالےٰ نے تفصیل کا حوالہ اپنے رسول کی طرف کر دیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ جو کچھ رسول دے وہ لے لو۔ اور جس چیز سے منع کرے۔ اس سے باز آ جاؤ۔ اور اگر فرض کے طور پر یہ خیال کیا جاوے۔ کہ بغیر بائیبل کے تکمیل قرآن شریف نہیں ہو سکتی۔ اور اگر بائیبل کو قرآن شریف کے ساتھ پڑھا جائے۔ تو پھر کوئی حکم اور دینی صداقت باہر نہیں رہے گی۔ تو یہ بھی خیال خام اور گمان باطل ہے۔ اور اگر آپ کو سیر احادیث نبویہ ہو۔ تو کس قدر صدہا جزئیات متعلق حقوق عباد و معاملات و حقوق باری عز اسمہ وغیرہ اس میں مندرج ہیں۔ اور پھر کس قدر فقہا نے ان جزئیات کی تشریح کرنے کے وقت اجتہاد سے کام لیا ہے۔ اور کس قدر مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ تو آپ کو اقرار کرنا پڑے۔ ہاں بڑے زور سے اقرار کرتا ہوں۔ کہ ان ضروری امور سے تمام بائیبل خالی ہے۔ تو پھر ہم بائیبل کی تہیدستی کا شکوہ کہاں لے جائیں۔ اور کس کے پاس جا کر روئیں۔ سچ تو یہ ہے کہ انجیل اور توریت کی حالت کی نسبت یہ آیت نہایت موزون معلوم ہوتی ہے۔ واثمھما اکبر من نفعھما۔ انہوں نے اپنی قوم کو جن کے ہاتھ میں صدہا سال سے یہ کتابیں ہیں کیا فائدہ پہونچایا ہے۔ جو آپ کو بھی پہونچائیں گی۔ جہاں کے گندہ اور غیر مہذب بیانات کی بڑے فاضل انگریز جان پورٹ وغیرہ جیسے قائل ہو گئے ہیں۔ اب آپ نے ان میں کیا دیکھ لیا۔ کہ آپ قائل نہیں ہوتے۔ خدا تعالےٰ رحم کرے۔ رب اعفُ و رب ارحم و لا تقعدی نفس الا بفضلک و رحمتک و توفیقک

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ خاکسار غلام احمد مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۹ء۔

مقامِ محمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

سالانہ جلسہ کے موقعہ ۲۷ دسمبر کے اجلاس اول میں حضرت مولوی شیر علی صاحب نے حسب ذیل تقریر فرمائی

الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر۔ کہ تو نے ہم کو سیدھی راہ بتایا۔ اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا۔ اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا گیا۔ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اب تک بہت سے اہل سخن مقام محمدیت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ لیکن جو شان آپکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے وہ بالکل نرالی ہے۔ چند فرق درج ذیل ہیں۔

ایک فرق تو یہ ہے کہ پہلے لوگوں نے صرف دعاوی پر اکتفا کیا۔ اپنے بیانات کو دلائل کیساتھ مؤید نہیں کیا۔ مگر آپ نے جو کچھ فرمایا اس کو بین دلائل کے ساتھ ایسے رنگ میں ثابت کر دکھایا۔ کہ دشمن بھی ان دلائل کی سچائی سے انکار نہیں کر سکتا۔ مثلاً پہلے مصنفین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الرسل بیان کرتے آئے ہیں۔ لیکن جن دلائل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا دوسرے انبیاء سے افضل ہونا ثابت کر کے دکھایا۔ ان کا نام و نشان بھی پہلی تصانیف میں نہیں پایا جاتا۔

اس کے علاوہ ایک فرق یہ ہے۔ پہلے ثناخوانوں نے زیادہ تر ظاہری اور جسمانی حُسن پر زور دیا۔ مگر آپ نے اس کے بر خلاف آپ کے روحانی اخلاقی اور عملی محاسن آپ کی قوت قدسیہ اور دنیا پر آپ کے احسانات اور آپ کی کامیابی کے حسن اور اصلاحی کمالات پر زور دیا۔

ایک تیسرا فرق یہ ہے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے ثبوت میں قرآن کریم کے علمی معجزے کو پیش کیا ہے اور قرآن شریف کی شان اور اس کی دائمی برکات اور اس کے نہ ختم ہونے والے معارف اور علوم کو کھول کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا پر روشن کیا ہے۔

ان باتوں کے علاوہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نئی شان جس سے دنیا پہلے بالکل بے خبر تھی۔ یہ بیان کی کہ آپ ایک زندہ رسول ہیں۔ اور آپ کے روحانی فیوض و برکات اور آپ کے معجزات کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے۔ جس میں کسی اور نبی کا حصہ نہیں ہے۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو بیان کرتے ہوئے نہ صرف ان کمزوریوں کو کھولا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مسلمانوں کے خیالات میں پائی جاتی تھیں۔ بلکہ دشمنوں کے سامنے بھی آپ کے کامل نبی ہونے کا نہایت زبردست دلائل کے ساتھ ثبوت دیا۔

ایک اور خصوصیت جو آپ کی تحریروں میں پائی جاتی ہے یہ ہے کہ آپ کے ایک ایک لفظ سے یہ ٹپکتا ہے۔ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں گداز ہیں۔ اور آپ کے رگ و ریشہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی رچی ہوئی ہے۔ کہ الفاظ اس کے بیان سے قاصر ہیں۔ اور آپ کی بلند شان کی جو کامل معرفت آپ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی مدح نبوی اور دوسروں کی مدح نبوی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ایک اور خصوصیت جو آپکی تحریرات کو سابقہ تحریرات سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ آپ کے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کیلئے ایک زبردست غیرت پائی جاتی ہے۔ حضور کے لٹریچر میں جہاں بھی سختی ہے جو مخالف کو ناگوار ہے۔ اس کی تہ میں ہمیشہ یہی جذبۂ غیرت کام کر رہا ہے۔ بلکہ آپ کی تین بڑی پیشگوئیاں بھی آپ کے اسی جذبۂ غیرت کا نشان ہیں عیسائیوں میں سے آپ نے آتھم کے حق میں جو پیشگوئی فرمائی۔ اس کی وجہ بھی یہی غیرت تھی۔ کیونکہ آپ نے اپنی پیشگوئی کے وقت آتھم کو یہی کہا کہ تم نے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا ہے۔ ہندوؤں میں سے لیکھرام کے متعلق بھی جب عذاب کی پیشگوئی فرمائی۔ اس کو بھی یہی کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتے ہو۔ مسلمانوں میں سے احمد بیگ وغیرہم کو کہا کہ تم پر عذاب آتا ہے۔ کیونکہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے تمام مذاہب اور اقوام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور نام پر مقابلہ کیا۔ اور اپنی عملی غیرت کا ثبوت دیا

ایک بہت بھاری خصوصیت آپکی تحریرات میں یہ ہے کہ آپ نے نہایت روشن دلائل کیساتھ مخالفین اور موافقین پر اتمام حجت کرنے کے بعد سب کو اس بات کا چیلنج دیا ہے۔ کہ اگر کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور آپ کے زندہ برکات اور فیوض کے متعلق کسی قسم کا شبہ ہو۔ تو وہ آپ کے پاس آ کر آسمانی نشانوں کے ذریعے اپنی تسلی کر سکتا ہے اور یہ ایک ایسا عملی ثبوت ہے۔ کہ جب سے اسلام دنیا میں آیا اس قسم کا چیلنج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات کو ثابت کرنے کے لئے مخالفین اسلام کے سامنے آج تک کسی نے پیش نہیں کیا۔ اس مختصر تمہید کے بعد میں آپ کی تحریروں سے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام آپ کی نظر میں کیا شان رکھتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اوّل:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں انسان کامل اور الوہیت کے کامل مظہر تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالےٰ نے اپنے جیسا خدا نہیں بنایا۔ کیونکہ اس کی صفت احدیت اور بے مثل و مانند ہونیکی اس طرف توجہ کرنے سے اس کو روکتی ہے۔ ہاں اس طرح پر وہ اپنی ذات بے مثل و مانند کا نمونہ پیدا کرتا ہے۔ کہ اپنی ذاتی خوبیاں عکسی طور پر بعض اپنی مخلوقات میں رکھ دیتا ہے۔ اور کمالات کا انتہائی درجہ جو حقیقی طور پر اس کو حاصل ہے ظلی طور پر اپنی مخلوق کو بھی بخش دیتا ہے۔ اور ایسا وجود ایک ہی ہوتا ہے۔ بعض لوگ تعجب کریں گے۔ کہ کیونکر کروڑہا اور بے شمار مخلوقات میں سے صرف ایک ہی شخص کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ خدا تعالےٰ بوجہ واحد ہونے کے اپنے افعال خالقیت میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ جو کچھ اُس نے پیدا کیا ہے اگر ہم اُس سب کی طرف نظرِ غور سے دیکھیں تو اسے ایک با ترتیب سلسلے میں منسلک پائیں گے۔ گویا وہ ایک لمبا خطِ مستقیم ہے جو نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے اس کے اوپر کے آخری نقطے پر اس استعداد کا انسان ہوگا جو اپنی استعدادِ انسانی میں سب نوع انسان سے بڑھکر ہے اور نچلی طرف کے آخری نقطے پر وہ ناقص روح ہوگی جو حیواناتِ لایعقل کے قریب قریب ہے۔ اگر ہم جمادات کے سلسلے کی طرف نظر ڈالیں تو یہی قاعدہ اس جگہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس سلسلے میں خدا تعالیٰ نے چھوٹے سے چھوٹے جسم سے جو ایک ذرہ ہے لیکر ایک بڑے سے بڑے جسم تک جو آفتاب ہے اپنی صفتِ خالقیت کو تمام کیا ہے۔

غرض خدا تعالےٰ کے تمام کام چاہے روحانی ہوں چاہے جسمانی ایک حکیمانہ ترتیب سے مرتب اور ایک ایسے باقاعدہ سلسلے میں بندھے ہوئے ہیں۔ جو ایک ادنیٰ درجے سے شروع ہو کر انتہائی درجہ تک پہونچتا ہے۔ اور یہی طریق وحدت اسے محبوب بھی ہے۔ اس قانون قدرت کے ماننے سے ہمیں یہ بھی ماننا پڑا۔ کہ خدا تعالےٰ نے جمادی سلسلے میں ایک ذرے سے لیکر آفتاب تک نوبت پہنچائی ہے۔ جو ظاہری کمالات کا جامع ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی جسم جمادی نہیں ایسا ہی روحانی سلسلے میں کوئی روحانی آفتاب بھی ہوگا۔

اب اس بات کی تفتیش کہ وہ انسانِ کامل جس کو روحانی آفتاب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ کون ہے۔ اور اس کا کیا نام ہے؟ یہ ایسا کام نہیں ہے۔ جس کا تصفیہ مجرد عقل سے ہو سکے کیونکہ بجز خدا تعالےٰ کے کون مجرد عقل سے ایسا کام کر سکتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے کروڑہا بندوں کو نظر کے سامنے رکھ کر اور ان کی روحانی طاقتوں کا موازنہ کر کے سب سے بڑے کو الگ کر کے دکھلا دیوے۔ ہاں! ایسی گہری تحقیقات کے لئے الہامی کتب ایک ذریعہ ہیں۔ جن میں خود خدا تعالےٰ نے ہزارہا برس پہلے اس انسان کامل کا نتیجہ و نشان بیان کر دیا ہے۔ پر جس شخص کے دل کو خدا تعالےٰ اپنی توفیقِ خاص سے اس طرف ہدایت دے گا۔ کہ اُن پیشگوئیوں پر غور کرے۔ جو الہامی کتب میں درج ہیں۔ اسے ضرور ماننا پڑے گا۔ کہ وہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔

(ملخص از سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۳ تا ۱۵۱ و ۲۷ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں کہ قرب الٰہی کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم قرب کی اس قرب کے مشابہ ہے جو خادم کو اپنے مخدوم سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ یعنی مومن جن کو دوسرے لفظوں میں بندۂ فرمانبردار کہہ سکتے ہیں۔ سب چیز سے زیادہ اپنے مولیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ جیسے ایک نوکر با اخلاص اپنے آقا کے احسانات اور انعامات کو دیکھ کر اپنے آقا سے اس قدر محبت اور اخلاص اور یک رنگی میں ترقی کر جاتا ہے۔ کہ اپنے آقا سے ہم طبیعت اور ہم طریق ہو جاتا ہے۔ اور اس کی مرادات کا ایسا ہی طالب اور خواہاں ہوتا ہے جیسا وہ خود اسی طرح بندۂ وفادار کی حالت اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ ہوتی ہے یعنی وہ بھی اپنے وجود سے بکلی محو اور فنا ہو کر اپنے مولیٰ کریم کے رنگ میں مل جاتا ہے۔

قرب کی دوسری قسم اس قرب سے مشابہ ہے۔ جو بیٹے کو اپنے باپ سے ہوتا ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرًا۔ یعنی اللہ جل شانہ کو ایسے دلی جوش اور محبت سے یاد کرو۔ جیسا باپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ایک غلام بھی کمال محبت کی حالت میں اپنے مخدوم سے ہمرنگ ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص اپنے باپ سے جس سے وہ نکلا ہے مشابہت رکھتا ہے۔ اسکی مشابہت اور ہی آب و تاب رکھتی ہے۔

تیسری قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے۔ جیسے ایک شخص ایک صاف اور وسیع آئینہ میں اپنی شکل دیکھتا ہے۔ اسکی تمام شکل بمع اپنے تمام نقوش کے عکسی طور پر اُس آئینہ میں دکھائی دیتی ہے۔ ایسا ہی قرب کی اس تیسری قسم میں تمام صفات الٰہیہ صاحب قرب کے وجود میں تمام تر صفائی منعکس ہو جاتی ہیں۔ یہ مطابقت اور مشابہت نہ کسی غیر کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اور نہ کسی فرزند میں ایسی ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے۔

اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت مسیحؑ کو ابن سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ بباعث اُس کمی کے جو ابن میں باقی رہ گئی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی کتابوں میں ظلی طور پر خدائے قادر و ذوالجلال سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ جو ابن کے نیچے بجائے اَب کے ہے۔" (ملخص از مرہم چشم آریہ ص۱۹۳ تا ۱۹۵ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محبت کے تین مدارج بیان فرمائے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ کی شناخت کے لئے اسقدر لکھنا فرض ہے، کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم میں منقسم ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتش محبت الٰہی انسان کی لوح قلب کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام بھی اُس سے ظاہر ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اُس آگ کی چمک پیدا نہ ہو۔ اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو۔ تو اس شعلہ سے جسقدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے تو اس کو سکینت و اطمینان۔ اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے آتش الٰہی لوح قلب کو اسقدر گرم کرتی ہے کہ اس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی۔ فقط ایک چمک ہوتی ہے جسکو رُوح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں محبت الٰہی کا نہایت ہی روشن شعلہ انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اسکو روشن کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزاء اور تمام رگ و ریشہ پر غلبہ پکڑ کر اس کو اپنے وجود کا اتم و اکمل مظہر بنا دیتا ہے۔ اس حالت میں محبت الٰہی کی آگ انسان کی لوح قلب کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معًا اس چمک کیساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے۔ اور اسکی لوئیں اور شعلے ارد گرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کیساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت جو ایک بھڑکی ہوئی آگ کی صورت میں دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کو رُوح امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے۔ اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی خیال میں نہیں آسکتی۔ اسکا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے۔ اور اس کو رَاٰی مَا رَاٰی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے۔ اور یہ کیفیت دنیا میں صرف ایک ہی انسان کو ملی ہے۔ جو انسانِ کامل ہے۔ جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے۔ اور بشری استعدادات کا دائرہ کمال کو پہنچا ہے۔" (ملخص از توضیح مرام ص۲۳ تا ۲۹ حاشیہ) (باقی)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۵ رجنوری۔ مراکش ریڈیو نے گذشتہ شب یہ خبر نشر کی تھی کہ آٹھویں برطانوی فوج کی مڈ بھیڑ وادی بیرالکبیر میں رومیل کی فوج کے ساتھ ہوئی۔ یہ وادی اب بالکل اتحادیوں کے قبضے میں ہے۔ وادی زمزم میں بھی روسی اور جرمن فوجوں کی ٹکر ہوئی۔ جو فرنچ دستہ جھیل چاڈ سے روانہ ہوا تھا۔ طرابلس کی طرف اس کی مزید پیشقدمی جاری ہے٭

ماسکو ۵ رجنوری۔ وادی ڈان کے وسطی علاقہ میں روسی عساکر نے اپنی پیشقدمی کا سلسلہ کامیابی کے ساتھ جاری رکھا۔ ایک حصہ میں جرمنوں کی تازہ دم فوج سے ان کا سامنا ہوا۔ جو ابھی ابھی محاذ جنگ میں پہنچی تھی۔ ابتداءً یہ تازہ دم فوج روسی عساکر کو پیچھے ہٹا دینے میں کامیاب ہو گئی۔ مگر روسی ٹینکوں کے دستوں نے جرمن بازو پر زبردست جوابی حملہ کیا۔ جس سے جرمنوں کو سخت نقصان پہنچا اور وہ سخت افراتفری کے عالم میں پسپا ہو گئے۔ ایک اور علاقے میں روسی فوجوں نے دشمن کا تعاقب جاری رکھا۔ اور کئی آبادیوں پر قبضہ کر لیا٭

واشنگٹن ۵ رجنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ امریکی فوجوں نے جو گوڈال کنال میں ہیں۔ کل جنوب مغربی سمت میں پیشقدمی جاری رکھی۔ اور ماؤنٹ آسٹن کے قریب جو جاپانی مورچے سطح مرتفع پر واقع تھے انہیں فتح کر لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جاپانیوں کی گولہ باری عارضی طور پر رک گئی ہے۔ جاپانیوں نے چند جوابی حملے کئے جنہیں پسپا کر دیا گیا۔ میدانی توپوں کی کچھ تعداد امریکن افواج کے ہاتھ آئی۔ رنڈا کے ہوائی میدان پر کل سارا دن زبردست بمباری ہوتی رہی٭

سڈنی ۵ رجنوری۔ نیوگنی کی تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ اب بونا کے تنگ حصے میں صرف ایک سو جاپانی باقی رہ گئے ہیں۔ شنبہ کو جو گھمسان کی لڑائی یہاں ہوئی تھی۔ اس میں آٹھ سو جاپانی مارے گئے تھے٭

شملہ ۵ رجنوری۔ صلیب احمر کے بین الاقوامی مرکز جنیوا سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ ۷ دسمبر تک جاپانیوں نے پندرہ ہزار انگریز قیدیوں کو برطانوی علاقوں سے خاموشی سے روانہ کر دیا اور جاپان میں پہنچا دیا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان قیدیوں کو کس کیمپ سے منتقل کیا گیا ہے۔ ان کے نام اور تعداد کے کوائف کیا ہیں۔ ان قیدیوں کیلئے بوٹ گرم کپڑے اور دوسرا سامان ہندوستان سے بھیج دیا گیا ہے٭

بمبئی ۵ رجنوری۔ برما کے شہر ماؤنگ ڈو سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس شہر پر چودہ روز سے اتحادیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ذخائر کی بہم رسانی کا سلسلہ التزام کے ساتھ جاری ہے۔ نجرقلی۔ سمپان۔ دخانی جہاز۔ کشتیاں۔ بجرے اور نقل وحرکت کے دوسرے ذرائع سے سامان خوراک اور دوسری چیزوں کے انبار یہاں پہنچ رہے ہیں۔ اب برما میں ایک مرتبہ پھر ہماری جنگی سرگرمیاں دکھائی دے رہی ہیں۔ ہمارے فوجی دستوں نے جنگل کی لڑائی کے فن میں خوب مہارت پیدا کر لی ہے۔ اور اب وہ پسپا ہونے کی بجائے پیشقدمی کر رہے ہیں۔ مقامی مسلم آبادی ہماری فوجوں کے ساتھ تعاون کر رہی ہے۔ ملاح اگلی صفوں میں مصروف کار ہیں۔ جاپانی طیارے گردستے دریا کے ساحل سے کشتیوں پر آگ برساتے رہتے ہیں۔ مگر ان مسلم ملاحوں نے انکی کچھ پروا نہ کی۔ ان کے سروں پر طیارے منڈلاتے رہے اور آگ برساتے رہے۔ مگر انہوں نے کچھ پروا نہ کی٭

لنڈن ۵ رجنوری۔ روسی فوج نے شہر شالن گراڈ کے اندر گلیوں اور بازاروں اور مکانوں میں سے جرمنوں کو نکال دیا۔ کل سرخ فوج شہر کے اندر جرمن صفوں میں گھس گئی۔ اور دشمن کو سخت نقصان پہنچایا٭

قاہرہ ۵ رجنوری۔ آج سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کل ہماری بری فوجوں نے کسی قابل ذکر واقعہ کی اطلاع بہم نہیں پہنچائی٭

راولپنڈی ۵ رجنوری۔ مقامی پولیس نے ایک بینہ سازش کا سراغ لگایا ہے جس کا مقصد یہ بیان کیا جاتا تھا کہ صوبہ پنجاب میں تخریبی تحریک کو جاری کر کے حکومت کی راہ میں مشکلات پیدا کی جائیں جنگی سرگرمیوں میں روکاوٹ ڈالی جائے اور کانگرس کی تحریک کو تقویت پہنچائی جائے۔ گرفتار شدگان میں لاہور کے مشہور مقدمہ سازش کا ایک سزایافتہ ملزم بھی ہے۔ دو کمرے میں بعض مقتدر کانگرسی اور سابق سیاسی قیدی بھی شامل ہیں۔ پولیس نے بعض ملزموں کے قبضہ سے چار پستول اور کافی آتشگیر مادہ برآمد کیا ہے۔ راولپنڈی میں گذشتہ تین مہینوں میں آتشزدگی اور تخریب کی چند وارداتیں ہوئی تھیں۔ استغاثہ کا بیان ہے کہ یہ واردات اسی گروہ کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہیں۔ دو ملزم ابھی تک مفرور ہیں۔ ان کی گرفتاری کے لئے دو دو سو روپیہ انعام مقرر کیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض ملزموں نے اعتراف کر لیا ہے اور وعدہ معاف گواہ بن گئے ہیں۔ پولیس نے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ گذشتہ تین ماہ میں آتشزدگی کی جسقدر واردات ہوئی ہیں۔ وہ اسی گروہ کا کام تھا۔ این ڈبلیو ریلوے آفس میونسپل آفس۔ پوسٹ آفس۔ انکم ٹیکس آفس۔ پنڈی ارسنل دو ٹمبر کے گوداموں اور فوجی کاموں میں مدد دینے والے دو دیگر کارخانوں میں آگ لگانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے٭

لنڈن ۵ رجنوری۔ کینیڈا میں برف کا اس قدر شدید طوفان آیا ہے کہ گذشتہ پچاس سال سے اسکی نظیر نہیں ملتی۔ مونیٹرال وغیرہ کا علاقہ اس طوفان کا خاص طور پر مرکز بنا ہوا ہے۔ طوفان کی وجہ سے ریلوے اور دوسرے رسل و رسائل کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ کئی ایک مقامات میں ۱۰ انچ سے زیادہ برف گری۔ ایک شہر برفباری کیوجہ سے دوسرے علاقوں سے بالکل کٹ چکا ہے اور وہاں کے باشندوں کے لئے کھانے پینے کا سامان بہم پہنچانے کا کام مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر کی طرف جانیوالی تمام سڑکیں اور راستے کٹ چکے ہیں٭

لنڈن ۵ رجنوری۔ شمالی افریقہ کے باشندوں کے لئے اتحادیوں کی طرف سے کھانے پینے کی چیزیں مہیا کی جا رہی ہیں۔ جس کیوجہ سے وہاں کے باشندے بڑی مسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ واشنگٹن میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ جب بھی امریکہ سے کوئی جہاز شمالی افریقہ جائیگا اسمیں کھانے پینے کی چیزوں کیلئے گنجائش رکھی جائیگی٭

لنڈن ۵ رجنوری۔ جرمن نیوز ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ وشی میں پھر نیشنل کونسل قائم ہونے والی ہے۔ جس کے ارکان کی تعداد ۲۵۰ ہوگی۔ جنوری ۱۹۴۱ء میں مارشل پیتاں نے نیشنل کونسل کو توڑ دینے کا اعلان کیا تھا اور ملک کے انتظام کو براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ غالباً نیشنل کونسل میں زیادہ تر وہی نمائندے لئے جائیں گے جو گذشتہ نیشنل کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں٭

لنڈن ۵ رجنوری۔ فرانس کے اندر بھی جرمنوں نے یہودیوں کو اسی طرح پیسنا شروع کر دیا ہے جس طرح کہ انہیں بعض دوسرے ملکوں کے اندر پیس دیا گیا ہے۔ صرف پیرس ہی کے صدہا یہودیوں کو وہ اپنے عزیزوں سے جدا کر کے جبریہ خدمت لینے کے واسطے مشرقی یورپ میں روانہ کر چکے ہیں۔ فرانس کے اندر یہودی سخت دردناک حالات میں سے گذر رہے ہیں۔ انہیں اپنے لباس پر پیلے رنگ کا ستارہ نمایاں طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ آٹھ بجے شام کے بعد گھروں سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ ٹیلیفون کو استعمال نہیں کر سکتے۔ انہیں ریل کے فقط آخری ڈبے کے اندر بیٹھنا پڑتا ہے۔ ہوٹلوں شراب خانوں۔ تھیٹروں۔ سینماؤں۔ کلبوں۔ گھوڑ دوڑ کے میدانوں۔ نہانے کے تالابوں اور دیگر تمام قسم کے پبلک تفریحی مقامات میں داخل ہونے کی ممانعت ہے۔ ڈیپارٹمنٹ سٹورز میں خرید و فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ وہ تین بجے دوپہر کو کھانے پینے کی دوکانوں میں اشیائے خوردنی کی خرید کے لئے جا سکتے ہیں٭

لنڈن ۵ رجنوری۔ انقرہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ترکی اخبار نویسوں کی ایک پارٹی عنقریب ہندوستان جائیگی۔ اس پارٹی کو حکومت ہند نے مدعو کیا ہے۔ جو نمائندے ہندوستان جائیں گے۔ ان میں نیوز ایجنسیوں کے نامہ نگار نمائندے بھی شامل ہیں٭

لنڈن ۵ رجنوری۔ تونیسیہ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ جرمن فوجیں قیروان میں جمع ہو رہی ہیں یہ مقام جنگی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہاں سے شمال اور شمال مغرب کی طرف بہت سے راستے جا رہے ہیں۔ اتحادی طیارے قیروان پر زبردست بمباری کر رہے ہیں٭

بنگلور ۵ رجنوری۔ حکومت میسور نے شہر کے اندر راشن سسٹم کی ترویج کا اعلان کیا ہے۔ اب ضروریات زندگی راشن کارڈوں کے ساتھ مل سکیں گی۔ شہر کے ہر خاندان کو راشن کارڈ فراہم کئے جائینگے۔ جن کو دکھا کر حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر ضروریات زندگی فراہم ہو سکیں گی۔ پانسو کے قریب دوکانوں کو خاص لائسنس دئے جائیں گے۔ جو سرکاری ڈپوؤں کے علاوہ ہوں گی۔ سپیشل راشن کارڈ بھی تقسیم کئے جائیں گے٭

کلکتہ ۵ رجنوری۔ آج ڈائرکٹر آف سپلائز بنگال کی صدارت میں کلکتہ کی مختلف تجارتی انجمنوں کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں اس مسئلہ پر غور کیا گیا کہ اناج کی خرید کا کام بڑے بڑے تجارتی اداروں کے باہمی تعاون سے کیا جائے٭

لکھنؤ ۵ رجنوری۔ گورنر یو۔پی نے ڈیفنس رولز کے ماتحت یو۔پی سے ریل۔ سڑک یا دریا کے راستے گڑ راب اور شکر برآمد کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ صرف وہی شخص یہ مال باہر لے جا سکے گا جسے حکومت یو۔پی نے اختیار دیا ہو٭

کلکتہ ۵ رجنوری۔ ۲ رجنوری کی صبح کو ۷ بجکر ۵ منٹ پر زلزلہ کا ایک شدید جھٹکا محسوس کیا گیا۔ لیکن اتلاف جان ومال کی کوئی اطلاع نہیں ملی٭

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ رحمت اللہ خان شاکر